فواد شاکر

بیت اللہ کے مہمانوں کے ساتھ چند لمحے

(نمایندۂ البلاد کا انٹرویو ادارۂ ثقافت اسلامیہ کے ایک رکن سے)

س ۔ کیا یہ آپ کا پہلا حج ہے ؟

ج ۔ جی ہاں یہ پہلا ہی حج ہے لیکن مجھے امید ہے کہ یہ آخری نہ ہوگا ۔ میں تو دعا کرتا ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں خدا کرے ہر سال مجھے یہ سعادت نصیب ہوتی رہے ۔

س ۔ جب آپ اپنی زندگی میں پہلی بار بلاد مقدسہ میں قدم رکھ رہے تھے تو اس وقت آپ کی شعوری کیفیت کیا تھی ؟

ج ۔ اس بلد حرام میں جب میں پہنچا ہوں تو میرا شعور مختلف احساسات کی آماجگاہ بن گیا تھا ۔ پہلے تو مجھے یقین ہی نہ آتا تھا کہ مجھ جیسے سیہ کار کے قدم اس حرم جیسی مقدس سرزمین پر پڑ رہے ہیں ۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں ۔ پھر جب مجھے یقین آگیا کہ فی الواقع یہ میں ہی ہوں جو اس جگہ آیا ہوں اور یہ کوئی خواب نہیں تو بات سمجھ میں آگئی کہ یہ بلاشبہ خدا کا کرم ہے ۔ میں نے دل میں سوچا کہ خدا ہی نے مجھے اپنے آستانے پر بلایا ہے ۔ وہی میرا کفیل اور بہترین کفیل ہے ۔ وہی میرا میزبان اور بہترین میزبان ہے ۔ عمرہ ادا کر چکنے کے بعد میں ساری رات سوچتا رہا اور گویا خدا سے مخاطب ہو کر یوں گفتگو کرتا رہا کہ ، مولا ! کیا یہی تیری وہ مقدس سرزمین ہے جہاں تیرے خلیل ابراہیمؑ ۔ ان کی بیوی ہاجرہ اور ان کے فرزند اسماعیل صلے اللہ علیہم وسلم آکر آباد ہوئے تھے ؟ خداوندا ! کیا یہی وہ سرزمین مکہ ہے جس کی خاک سے محمد رسول اللہؐ جیسے انسان نے جنم لے کر انسانیت کو عزت بخشی ہے ؟ بارالٰہا ! کیا اسی خاک پاک سے صدیقؓ و فاروقؓ اور

ذوالنورین و ابو تراب صلوات اللہ علیہم پیدا ہوئے تھے ؟ الٰہی یہ ہے تیرا حرم ؟ یہاں ہے وہ غارِ حرا جہاں سے پہلی اور آخری بار ہدایت کا نورانی سرچشمہ پھوٹا تھا ؟ یہ ہے صفا و مروہ ؟ یہ ہے چاہِ زمزم ؟ یہ ہے تیرا بیت عتیق — پہلا گھر جو انسانوں کے لیے بنایا گیا تھا ؟ — پھر اپنے تصور میں سیاہ خام غلافِ کعبہ کو دیکھا تو ایسا محسوس ہوا کہ یہ میری سیہ کاریوں کا نامۂ اعمال ہے جو کعبۃ اللہ کے گرد لپٹا ہوا ہے اور میں اپنے اَن گنت معاصی کا اعتراف کر رہا ہوں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ میں اس مقدس سرزمین میں ہوں جہاں مجھے خدا نے میرے گناہ دھونے کے لیے بلایا ہے۔ بس میں بے ساختہ پکار اٹھا کہ لبیک اللھم لبیک۔ میں تجھ پر اور تیری اس رحمت پر ایمان لاتا ہوں جو ہر شئے کو گھیرے ہوئے ہے۔

س۔ آپ نے مملکت عربیہ سعودیہ کو کیسا پایا ؟ کیا آپ نے اسے اپنے تصور کے مطابق دیکھا ؟

ج۔ واقعہ یہ ہے کہ میں اسے جیسا خیال کرتا تھا اس سے بہتر پایا۔ ہر طرف برقی روشنی موجود ہے جو اس سے پہلے حرم کے سوا اور کہیں نہ تھی۔ جدے کے ہوائی اڈے اور اس کے وسیع بازاروں سے لے کر مکے، عرفات اور مدینے تک پختہ سڑکیں ہیں جو اس حکومت سے پہلے موجود نہ تھیں۔ ہمارے اندازے سے کہیں زیادہ تعداد میں نفیس موٹریں دوڑتی رہتی ہیں جو ادائے مناسک کے لیے زائرین کو کم سے کم وقت میں اور زیادہ سے زیادہ سہولت کے ساتھ مقاماتِ حج و زیارت تک لے جاتی ہیں۔ بڑی اہم اور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ حاجیوں کو سب سے زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ اب میرے اس اندازے سے بہت زیادہ پایا جاتا ہے جو یہاں آنے سے پہلے میں کیا کرتا تھا۔ یہ حکومت عربیہ سعودیہ کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔ اس حکومت کے جس کام سے مجھے سب سے زیادہ خوشی حاصل ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اس نے چار مصلوں کو ختم کر کے ایک ہی مصلیٰ بنا دیا ہے۔ میں اس فعل کی ستائش کیوں نہ کروں جبکہ خدا نے ہمیں ایک ہی اُمت بنایا ہے۔

س۔ اماکن مقدسہ اور مشاعر حج کو دیکھ کر آپ کا پہلا تاثر (First Impression) کیا تھا ؟

ج۔ کیا پوچھتے ہیں اس بارے میں ؟ میرے تاثرات اوّلین تو اسی وقت سے شروع ہو گئے تھے، جب میں جدے کے ہوائی اڈے سے ٹیکسی پر روانہ ہوا۔ میں احرام باندھے ہوئے تھا۔ میں اس

وقت اندر سے بدل چکا تھا اور میں وہ نہ تھا جو اس سے پہلے تھا۔ میں گویا ایک ایسا بھاگا ہوا غلام تھا جو ندامت کے ساتھ اپنے آقا کی خدمت میں آرہا ہو۔ میرا دل مجھ سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا کہ: تجھے مبارک ہو کہ تو ایک ایسی جگہ جا رہا ہے جو اخوت اور مساوات کی سرزمین ہے۔ وہاں نہ کوئی خادم ہے نہ مخدوم۔ نہ شریف نہ رذیل۔ نہ امیر نہ غریب۔ یہاں سب کے سب یکساں فقیر و محتاج ہیں۔ اور اللہ غنی و حمید ہے۔ سارے بندے بھائی بھائی ہیں۔ سب کے سب گویا خدا کے یکساں افراد خاندان ہیں۔ فرق یہ ہے کہ ان میں جو زیادہ متقی ہے وہ زیادہ بڑا ہے۔ مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے میں اپنے اصلی روحانی وطن میں آگیا ہوں۔ اس کے بعد جب کعبۃ اللہ پر نظر پڑی تو میں اس طرح ندامت کے ساتھ رویا جیسے ایک نافرمان فرزند مدتوں بچھڑے رہنے کے بعد لوٹ کر آگیا ہو اور اپنی ماں کے قدموں سے لپٹ کر اپنی خطاؤں کا اعتراف کر رہا ہو، اور معافی کی درخواست کر رہا ہو۔ یہ محض ایک مثال ہے ورنہ رب کریم اپنے عفو و رحمت میں ہزاروں ماں باپ سے کہیں بڑھ کر ہے۔ طواف کعبہ کے بعد جب میں صفا و مروہ کے درمیان سعی کر رہا تھا تو مجھے یہ آیت یاد آئی کہ لیس للانسان الا ما سعیٰ۔ یعنی انسان کو اس کی سعی و کوشش ہی کا پھل ملتا ہے۔ خوب سیر ہو کر آب زمزم پینے کے بعد میری امید بندھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایک نئی پاکیزہ اور روحانی زندگی عطا فرمائے گا۔ کیونکہ اس نے ہر جاندار شئے کو پانی سے پیدا کیا ہے چند دنوں کے بعد ادائے مناسک کے لیے نہیں بلکہ محض زیارت کے لیے میں منیٰ۔ عرفات اور مزدلفہ گیا۔ اس وقت میرا پہلا تاثر یہ تھا کہ خدا ہمیں مجاہد فی سبیل اللہ کی زندگی بسر کرنے کی تعلیم دیتا ہے یعنی ہم ایک جگہ قیام کریں تو یہ سمجھیں کہ دوسری جگہ بھی جانا ہے۔ اماکن مقدسہ میں وقوف و قیام سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم اوامر الٰہی پر یوں ہی قائم رہیں اور آنے والی منزلوں کے لیے کمر بستہ رہیں۔

س۔ آپ کی جو مفید اسلامی تصانیف ہیں کیا آپ ان کے نام بتا سکتے ہیں؟

ج۔ یوں تو میری تصانیف بیس سے زیادہ ہیں لیکن سبھوں کے نام بتانے سے کوئی خاص فائدہ نہیں۔

میں صرف چند کے نام اور مضامین بتانے پر اکتفا کروں گا۔ ایک کتاب تو انگریزی میں ہے جس کا نام ہے The Holy Quran at a glance یعنی قرآن بیک نظر۔ اس میں قرآنی تعلیمات کو نہایت اختصار کے ساتھ یوں پیش کیا گیا ہے کہ ایک طرف عنوان کے ساتھ آیات ہیں اور اس کے مقابلے میں دوسری طرف اس کا انگریزی ترجمہ ہے۔ اس میں قرآنی اعتقادات، عبادات، اخلاق اور سیاسیات وغیرہ کا ذکر ہے۔ اس کتاب کے سوا میری تمام تصانیف اردو زبان میں ہیں۔ ایک اور کتاب کا نام ہے " مقام سنّت " جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ لغت اور اصطلاح میں وحی کا کیا مطلب ہے؟ اس کی کتنی قسمیں ہیں؟ حدیث اور سنّت کا کیا مفہوم ہے اور ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ اور سنّت کا دین میں کیا مقام ہے؟ وغیرہ وغیرہ ایک کتاب ہے " ریاض السنۃ " جو منتخب احادیث کا مجموعہ ہے۔ دوسری کتاب " گلستان حدیث " ہے جس میں چالیس احادیث کی تشریح کی گئی ہے۔ یہ خاص کر ان جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لئے جن کو احادیث کی طرف سے بے توجہی ہے۔ ایک اور کتاب ہے جس میں پاکستانی معاشرے کے لیے وہ قانونی تجاویز ہیں جن کا تعلق شادی، مہر، طلاق، نفقہ، اور حضانت وغیرہ سے ہے۔ کوئی حرج نہیں اگر میں یہ بھی بتادوں کہ اس کتاب کی بیشتر تجاویز کو حکومت پاکستان نے قانونی شکل دے کر ملک میں رائج کر دیا ہے۔ ایک اور کتاب ہے " الدین یسر " جس میں ان تمام آسانیوں کا ذکر ہے جو اسلام اپنے پیروؤں کو دیتا ہے۔ ایک اور کتاب ہے " اسلام اور فطرت " جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ اسلامی احکام کس طرح فطرت کے عین مطابق ہیں۔ ایک اور کتاب ہے " اجتہادی مسائل " جس میں عصری تقاضوں کے مطابق بعض فقہی اور تاریخی مسائل پر گفتگو کی گئی ہے۔ ان میں چند مسائل ایسے بھی ہیں جن پر پہلے کبھی بحث نہیں کی گئی ہے۔ ایک اور کتاب ہے " قرآنی سبق " جس میں مختلف موضوعات پر اٹھائیس سبق ہیں۔ ہر ایک موضوع کے لیے ایک الگ آیت قرآنی کا انتخاب کیا گیا ہے۔ اور اس کی تشریح آسان زبان میں کی گئی ہے جسے سمجھنے میں کسی بچے کو دشواری نہ ہو۔ ایک اور کتاب میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ بچوں کی جسمانی اور اخلاقی تربیت کس طرح کرنی چاہیے۔ میں نے بعض عربی کتابوں کا

ترجمہ بھی کیا ہے۔ مثلاً ابن طقطقیٰ کی الفخری یا خضری کی اصول الفقہ وغیرہ۔

س۔ آپ کی نظروں میں آپ کی سب سے اہم تصنیف یا تالیف کون سی ہے؟

ج۔ ایک خاص نقطۂ نظر سے میرے نزدیک سب سے اہم تالیف وہ کتاب ہے جس میں وہ روایات یکجا کر رہا ہوں جو سنی وشیعہ دونوں کی متفق علیہ ہیں۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس خلیج کو تنگ کردے جو دونوں فرقوں کے درمیان حائل ہے۔ میرا گمان ہے کہ یہ کام اس سے پہلے نہیں ہوا ہے۔ اس کی آٹھ قسطیں مشہور پاکستانی ماہنامہ "ثقافت" میں شائع ہو چکی ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس آغاز کو انجام خیر تک پہنچائے اور اسے مسلمانوں کے لیے نفع بخش بنائے۔ آمین۔

س۔ کیا آپ اپنے موجودہ دائرۂ عمل سے باہر بھی دینی یا ثقافتی خدمات انجام دیتے ہیں؟

ج۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے یہ توفیق بخشی ہے کہ میں اپنے دائرۂ عمل سے باہر بھی اسلام کا پیغام پہنچاتا رہتا ہوں۔ ایک لمبی مدت تک میں ریڈیو پاکستان لاہور سے تفسیر قرآن بیان کرتا رہا ہوں۔ خاص خاص مواقع پر جو دینی موضوعات پر میری تقریریں نشر ہوتی رہی ہیں ان کی تعداد چھ سو تک پہنچتی ہے۔ یہ سلسلہ کبھی کبھی ہنوز جاری رہتا ہے۔

س۔ آپ کے جو بھائی یہاں بلد حرام میں رہتے ہیں کیا آپ انھیں کوئی خاص نصیحت فرمائیں گے؟

ج۔ میں یہاں واعظ بن کر نہیں آیا ہوں تاہم اپنے گردوپیش جو کچھ میں دیکھتا ہوں ان کے بارے میں اگر کوئی مشورہ دینا میرے لیے مناسب ہو تو میں صرف یہ عرض کروں گا کہ حرم کے اردگرد موٹروں کے ہارن کو قطعاً ممنوع ہونا چاہیے۔ آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں کہ متمدن ممالک میں نہ فقط شفاخانوں اور اسکولوں کے پاس ہارن بجانا ممنوع ہے بلکہ پوری حدود بلدیہ میں یا خاص خاص سڑکوں پر بھی ہارن بجانے کی ممانعت ہے۔ حرم کو سب سے زیادہ اس بات کا حق پہنچتا ہے کہ کانوں کے پردے پھاڑنے والے ہارن یہاں ممنوع قرار دیے جائیں۔